وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا

ترتیل القرآن

مؤلفہ

قاری حافظ مولانا سیّد افتخار احمد کاظمی (فاضل عربی)
خطیب جامع مسجد طوبیٰ و مہتمم ادارۂ تعلیماتِ قرآن (کوئٹہ)

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون : ۳-۵۸۶۹۵۰۱

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ (المزمل)

یہ رسالہ "تَرْتِیْلُ الْقُرْاٰن" ۲۸ سالہ تعلیمی تجربہ کے بعد پانچویں جماعت سے لے کر آٹھویں جماعت تک کے طلباء کے لئے تحریر کیا گیا ہے اگرچہ اس سے ہائی کلاسوں اور کالج کے طلباء بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بعض مدارس عربیہ و دینیہ میں تو جمال القرآن فوائد مکیہ و مقدمۃ الجزریہ عام طور پر پڑھائی جاتی ہیں۔ لیکن اسکول اور کالج کے طلباء و طالبات کے لئے مختصر اور عام فہم کوئی ایسا رسالہ نظر سے نہیں گزرا جس کو آسان کہا جا سکے۔ میں تعمیرِ نو پبلک ہائی سکول، اسلامی اکیڈمی کوئٹہ اور مختلف دینی اداروں میں بحیثیت مدرس قرآن پڑھانے کا کام کر چکا ہوں۔ وہاں بخوبی اس کا اندازہ لگایا گیا تھا کہ طلباء اور اساتذہ میں صحیح قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا جذبہ موجود ہے مگر اور دوسرے مضامین کے ساتھ فن تجوید و قرأت کا سیکھنا مروجہ مدارس دینیہ کے طریقے پر بہت مشکل ہے۔ لہٰذا تھوڑے سے وقت میں زیادہ تعلیم دینے کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اس مکمل کامیابی کو حاصل کرنے کے لئے صرف دو اسباب کا مہیا ہونا ضروری ہے۔ ایک تو اسکول اور کالج میں قرآن مجید با تجوید پڑھنے کو لازم قرار دیا جائے اور دوسرا یہ کہ ماہر اور تجربہ کار قاری و حافظ کا ہونا بھی ضروری قرار دیا جائے جس کا اسکیل کسی بھی صورت میں گزیٹڈ سے کم نہ ہو۔ اس وقت اسکولوں میں جے، وی کا اسکیل دیا جا رہا ہے اسلئے قابل اساتذہ وہاں جاتے نہیں اور چار و ناچار ماہرین قرآن کہیں مسجد میں، اور کہیں دینی مدارس میں اور کہیں اپنے گھر میں بیٹھ کر تعلیم دینا پسند کرتے ہیں جس سے قوم کے ہونہاروں کی اکثریت قرآن سے بالکل محروم رہتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس وقت ساڑھے ننانوے (۹۹½) فیصدی ہماری قوم صحیح قرآن مجید پڑھی ہوئی نہیں ہے اور قرآن مجید کی اس بنیادی اور ضروری تعلیم کے مفقود ہونے کیوجہ سے مسلمان قوم بہت سی خوبیوں سے محروم ہو گئی ہے۔ اس رسالہ کے ساتھ ساتھ پارہ عَمَّ یا کوئی ایک پارہ ماہر قاری و حافظ سے پڑھ لینا اور حفظ کر لینا کافی ہے۔ اس کے بعد طالب علم سارا قرآن مجید خود بخود تجوید اور وحی الٰہی کی ہدایت کے مطابق پڑھنے لگتا ہے۔ (وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ)

از احقر العباد،
قاری حافظ سید افتخار احمد کاظمی

کچھ اس رسالہ کے بارے میں

قاری سید افتخار احمد مدظلہٗ العالی کی مرتب کردہ کتاب (ترتیل القرآن) کی اشاعت بلوچستان کے مشہور و معروف قاری استاذ القراء جناب قاری محمد حسن صاحب امروہوی مرحوم و مغفور سابق خطیب شاہی مسجد قلات کی ایک خواہش تھی، جو الحمدللہ اس کی طباعت سے پوری ہو رہی ہے

اس کتاب کے مصنف موصوف کا نام اس کتاب کی سند اور جامعیت کے لئے کافی ہے۔ درحقیقت قبلہ قاری صاحب نے فن تجوید پر مختصر اور جامع کتاب لکھ کر دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ قبلہ قاری صاحب عرصہ اٹھائیس سال سے اس کتاب کی ترتیب کے مطابق مختلف اداروں میں پڑھاتے رہے ہیں۔ اس طرز پر پڑھانے سے بہت ہی بہتر نتائج جلد برآمد ہوئے ہیں قبلہ قاری صاحب نے جدید تعلیمی معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مفید مختصر اور جامع سہل کتاب لکھ کر برصغیر کے مسلمانوں کو جدید انداز میں کلام الٰہی سے شناسا کرنے کی راہ ہموار کر دی ہے۔

مدارس دینیہ کے طلباء اور جدید اسکولوں اور کالجوں کے طلباء اس سے خاطر خواہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ اگر اس کتاب کو اسکولوں کے نصاب میں شامل کیا گیا تو صحیح قرات قرآن پڑھنے پڑھانے کے لئے ماہر قاریوں و حافظوں کو خصوصی ٹریننگ دینی ضروری ہوگی اس کے بہت جلد مفید نتائج برآمد ہوں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مفید کوشش سے مسلمانوں کو عموماً طلباء کو خصوصاً قرآن حکیم سے روشناس ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

قاری سید ارشد یامین
لیکچرار و کنٹرولر آف اگزامینیشن گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ
و لیکچرار یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ!

صحیح قرآن مجید پڑھنے کی اہمیت اور فضائل

احادیث کی روشنی میں

(۱) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (رواہ البخاری)

(ترجمہ) حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔

تشریح: انسان کی سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی یہی ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کا وفادار اور اس کا اطاعت گزار ہو، قرآن مجید خدا کے حکموں اور اس کی مرضیات جاننے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اس لئے اس کا سیکھنا اور سکھانا عظیم الشان عبادت و سعادت ہے۔

سیکھنے اور سکھانے میں، اس کے لفظوں کی درستی، اس کی تلاوت، اس کے معنی و مفہوم کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا سب شامل ہے۔

(۲) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَاہِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ وَالَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْہِ وَھُوَ عَلَیْہِ شَاقٌّ لَہٗ اَجْرَانِ۔ (متفق علیہ)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید کا مشاق اور ماہر آدمی فرمانبردار میر منشی (اور ذمہ دار فرشتوں) کے ساتھ ہے اور جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہوا اٹکتا ہے اور اس کے لئے اس کا پڑھنا دشوار ہے، اس کو دوہرا اجر ہے۔

تشریح: اٹک اٹک کر پڑھنے والے کو ایک اجر تو تلاوت کا ملتا ہے، دوسرا اجر اس کی اس محنت و مشقت کا ملتا ہے جو وہ قرآن مجید کے پڑھنے اور اس کے سیکھنے میں اٹھاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ قرآن کے ماہروں سے یہ بلند مرتبہ ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ وہ اس منزل سے گزر چکے ہیں۔ ہر پڑھنے والا شروع میں اٹک اٹک کر ہی پڑھتا ہے، اس کے بعد ہی وہ ماہر ہوتا ہے۔ اس ارشاد کا منشا یہ ہے کہ جو پڑھنے میں کمزور ہے وہ ہمت نہ ہار بیٹھیں۔ ان کی اس محنت و مشقت

کا بھی انعام ملتا ہے۔

(۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ مَسْأَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ۔ (رواہ الترمذی والدارمی)

(ترجمہ) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو قرآن مجید کی مشغولی مجھ سے سوال کرنے کی مہلت نہ دے میں اسے سوال کرنے والوں سے بہتر دیتا ہوں اور اللہ کے کلام کو دوسرے تمام کلاموں کے مقابلہ میں وہی فضیلت حاصل ہے جو خود اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے مقابلہ میں ہے۔

تشریح: اگر آپ نے کوئی شیرینی تقسیم کرنے کا اعلان کیا اور سب لوگ لینے کے لئے آ گئے لیکن ایک شخص وہ ہے جو آپ کی کسی خدمت میں، یا آپ کے کسی پسندیدہ کام میں لگا ہوا ہے۔ تو کیا آپ سب کو دے کر اسے نظر انداز کر دیں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس کے لئے تو یقیناً آپ سب سے زیادہ اٹھا کر ایک طرف رکھیں گے۔ بالکل یہی حال خدا تعالیٰ کے بارے میں سمجھیں۔ وہ سوال کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ لیکن اس سے بھی بہتر کام قرآن مجید کا پڑھنا، سمجھنا اس کے معنی و مفہوم پر غور کرنا اور اس کی تلاوت کرنا ہے۔ اس پر وہ سوال سے بھی زیادہ انعامات دیتا ہے ـــــ واضح رہے کہ یہ بات اصلاً ان لوگوں کے لئے ہے جن کا قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر غور و فکر میں بہت جی لگتا ہے، اور وہ اس مصروفیت کی وجہ سے دعا کی طرف بہت کم توجہ کر پاتے ہیں۔ اس ارشادِ نبویؐ کا مقصد دعا سے روک کر اس کی جگہ بھی تلاوت ہی کرنے کی تعلیم دینا نہیں ہے۔ ہر عمل کی اپنی جداگانہ ظاہری و باطنی تاثیر ہے اور ہر ایک کے الگ الگ فوائد و ثمرات ہیں۔

(۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ۔

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے سینے میں قرآن مجید کا کچھ بھی حصہ نہیں، وہ اجاڑ اور ویران گھر کی طرح ہے ::

(۵) عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ (رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی)

(ترجمہ) حضرت براء ابن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید کو اپنی آواز کے ذریعہ خوشنما بنادو۔

تشریح: قرآن مجید کی اپنی کچھ ظاہری و باطنی خوبیاں ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ اگر اس کو اچھی آواز سے پڑھا جائے تو اس کی خوبی اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ خوبصورت انسان خواہ میلے کچیلے کپڑوں میں بھی حسین ہی نظر آتا ہو، لیکن عمدہ لباس میں یقیناً اس کی خوبصورتی بڑھ جائے گی۔ لذیذ کھانا معمولی برتنوں میں بھی یقیناً اچھا لگے گا مگر اعلیٰ قسم کے برتنوں میں اس کا ذائقہ اور لطف دوبالا ہو جائے گا۔ اس طرح قاری کی آواز قرآن مجید کے لئے گویا لباس اور برتن کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن مجید اپنے تمام حسن و جمال کے باوجود اگر دلکش آواز میں پڑھا جائے تو اس کی روانی اور تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے۔

(٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ كَمَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْهَرُ بِهٖ۔ (رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنا کہ خوش الحان نبی کی اس تلاوت کو سنتا ہے جو بلند آواز سے ترنم والحان کے ساتھ کر رہا ہو۔

تشریح: کلام اللہ رب العزت کا۔ آواز کسی پیغمبر کی، اور وہ بھی عمدہ، پھر اور بھی سریلی، اور دلکش بناکر قرأت ہو اور مزید یہ کہ آواز بلند ہو۔ اندازہ کیجئے جسم و روح کا کونسا گوشہ ہوگا جو ہمہ تن گوش ہوکر ادھر متوجہ نہ ہو جائے۔ خدائے کریم کو بھی یہ بات پسند ہے کہ قرآن مجید کو نور باطن اور پوشیدہ حسن کے ساتھ، ظاہری حسن و زیبائش سے بھی آراستہ کیا جائے۔

(٧) عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ۔ (بخاری ومسلم وابوداؤد)

(ترجمہ) حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جو قرآن مجید کو خوش الحانی سے نہ پڑھے، وہ ہمارا نہیں ہے۔

از قاری سید افتخار احمد کاظمی
(فاضل عربی)

قرآن مجید صحیح پڑھنے کے چند بنیادی قاعدے

قاعدہ نمبرا: عربی کے حروفِ تہجی ۲۹ ہیں، اور ان کو مرکب شکل میں اس طرح لکھتے ہیں:

اَلِف بَا تَا ثَا جِیْمُ حَا خَا دَالُ ذَالُ رَا
زَا سِیْنُ شِیْنُ صَادُ ضَادُ طَا ظَا عَیْنُ
غَیْنُ فَا قَافُ کَافُ لَامُ مِیْمُ نُوْنُ وَاوُ
هَا هَمْزَهُ یَا

اردو کے ۳۷ حروف ہیں۔ مذکورہ بالا ۲۹ حروف کے علاوہ آٹھ حروف ہیں:

(پ ٹ چ ڈ ڑ ژ گ ے)

قاعدہ نمبر۲: زبر، زیر، پیش کو حرکات کہتے ہیں۔ جس الف پر کوئی حرکت آجائے تو وہ الف ہمزہ بن جاتا ہے جیسے (اَ اِ اُ)

قاعدہ نمبر۳: جس حرف پر جزم ہو، اس کو ساکن حرف کہتے ہیں جیسے: مْ، وْ، نْ

قاعدہ نمبر۴: حروفِ مدّ تین ہیں: (ا، وٗ، ی)

یعنی الف سے پہلے زبر، و سے پہلے پیش اور ی سے پہلے زیر ہو تو حرفِ مدّ ہوتا ہے۔

حرف مدّ کا مطلب ہے ایک الف کے برابر لمبا کرنا جیسے

هَا حِیْ نُوْ
ہ ح ن

قاعدہ نمبر۵: کھڑی زبر، کھڑی زیر اور اُلٹی پیش کو بھی حرف مدّ کی طرح لمبا کرتے ہیں۔ اور اُلٹی پیش، واؤ حرفِ مدّ کی جگہ پر، اور کھڑی زبر الف حرف

مدّ کی جگہ پر، اور کھڑی زیر، ی حرف مدّ کی جگہ پر ہوتی ہے۔ مثالیں اوپر کے نقشے میں دیکھیں۔

قاعدہ نمبر ۶: حرف لین دو ہیں (وْ، یْ) یعنی جب وْ یا یْ سے پہلے حرف پر زبر ہو تو حرف لین ہوتا ہے۔

حرفِ لین کا مطلب ہے نرم ہونا اور لمبا نہ کرنا، جیسے مَوْ مَیْ سَوْ سَیْ

قاعدہ نمبر ۷: دو زبر، دو زیر اور دو پیش کو تنوین کہتے ہیں۔ تنوین کے معنی ہیں، نون کی آواز پیدا کرنا جیسے: اً۔ اٍ۔ اٌ (اَن، اِن، اُن)

قاعدہ نمبر ۸: نون ساکن یا تنوین سے چار قاعدے بنتے ہیں:

(۱) اظہار (۲) اخفا (۳) ادغام (۴) اقلاب

(۱) حروفِ اظہار :	(ء ہ، ع ح، غ خ) =	۶
(۲) حروفِ اخفاء :	(ت ث، ج د، ذ ز، س ش، ص ض ط ظ، ف ق، ک) :	۱۵
(۳) حروفِ ادغام :	(ی ر، م ل، و ن (یرملون)) :	۶
(۴) حرفِ اقلاب :	(ب)	۱
کل حروف :		۲۸

نمبر ۱: نون ساکن یا تنوین کے بعد اظہار کے چھ حرفوں میں سے کوئی حرف آجائے تو اظہار ہوگا۔

اظہار کا مطلب ہے، ظاہر کرنا یعنی نون ساکن یا تنوین کی آواز کو ناک سے جلدی ظاہر کرنا۔ اور غُنّہ نہ کرنا۔ جیسے (مِنْہُ۔ شَیْءٍ عَلِیْمٌ)

نمبر ۲: نون ساکن یا تنوین کے بعد اخفاء کے پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آجائے تو اخفاء ہوگا۔

اخفاء کے معنی ہیں چھپانا، یعنی نون ساکن یا تنوین کی آواز کو ناک میں تھوڑی دیر چھپائے رکھنا جس کی وجہ سے غُنّہ پیدا ہوجاتا ہے: جیسے مِنْ کُلِّ، شَیْءٍ قَدِیْرٌ

نمبر۳: نون ساکن یا تنوین کے بعد، ادغام کے چھ حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام ہوگا۔

ادغام کا مطلب ہے ملانا یعنی نون ساکن یا تنوین کو ادغام والے حرف میں ملا دینا۔

ادغام کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ادغام باغنّہ (۲) ادغام بلاغنّہ

(۱) اِدغام باغنّہ کے چار حروف ہیں (یَنْمُوْ) (ی ن م و)

ان حروف میں ادغام باغنّہ ہوگا۔ جیسے (مَنْ یَّقُوْلُ۔ هُدًى مِّنْ)

(۲) اِدغام بلاغنّہ کے دو حروف یہ ہیں۔ (ل ر)

ان حروف میں ادغام ہوگا لیکن غنّہ نہیں ہوگا۔ جیسے مِنْ رَّبِّ۔ هُدًى لِّلنَّاسِ

استثناء: دُنْيَا، قِنْوَانٌ، بُنْيَانٌ اور صِنْوَانٌ میں ادغام نہیں ہوگا۔ بلکہ اظہار ہوگا۔

نمبر۴: نون ساکن یا تنوین کے بعد (ب) آجائے تو اقلاب ہوگا۔ اقلاب کے معنی ہیں بدلنا، یعنی نون ساکن یا تنوین کو م سے بدل دیں گے۔ اور غنّہ بھی کریں گے۔ جیسے (مِنْ بَعْدِ سَمِيْعًا بَصِيْرًا)۔ غنّہ ایک الف کے برابر ہوتا ہے اور غنّہ ناک میں آواز کے نچانے کو کہتے ہیں

قاعدہ نمبر۹: نّ مّ پر شدّ ہو، تو غنّہ ہوگا جیسے: اِنَّ عَمَّ

قاعدہ نمبر۱۰: م ساکن کے بعد ب آجائے تو غنّہ ہوگا: جیسے: هُمْ بِهٖ، اَمْ بِهٖ۔ اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر۱۱: مدّ کی چار قسمیں ہیں:

(۱) مدّ متصل (واجب)

(۲) مدّ منفصل (جائز)

(۳) مدّ لازم

(۴) مدّ عارض

(۱) حرف مدّ کے بعد جب ہمزہ عین کی شکل کا آجائے تو مدّ متصل ہوگا جیسے: جَآءَ جِيْٓءَ، سُوْٓءَ۔ اس کو دو الف سے لے کر چار الف کے برابر تک لمبا کریں گے۔

(۲) حرفِ مدّ کے بعد جب ہمزہ الف کی شکل کا آجائے تو مدّ منفصل ہوگا جیسے: قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ، فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ مَآ اُنْزِلَ)۔ اس کو ایک الف سے لے کر چار الف کے برابر تک لمبا کریں گے۔

(۳) حرفِ مدّ یا حرفِ لین کے بعد جب لازمی ساکن آجائے تو مدِّ لازم ہوگا جیسے: آٰلْـٰٔنَ۔ حَآجُّوْنِّیْ۔ عَیْنْ۔ اس کو بھی دو الف سے لے کر چار الف کے برابر تک لمبا کریں گے۔

(۴) حرفِ مدّ یا حرفِ لین کے بعد جب عارضی ساکن آجائے تو مدِّ عارض ہوگا جیسے: یَعْلَمُوْنَ ۞ خَوْفٍ ۞ اس کو ایک الف سے لے کر تین الف کے برابر تک لمبا کریں گے۔

(۱) (لازمی ساکن)۔ جس حرفِ مدّ یا حرفِ لین کے بعد والے حرف پر خود جزم یا شدّ موجود ہو اسے لازمی ساکن کہتے ہیں۔

(۲) (عارضی ساکن) جس حرفِ مدّ یا حرفِ لین کے بعد والے حرف پر حرکات موجود ہوں مگر وقف کی وجہ سے ساکن کرنا پڑے۔ اس کی مثالیں بکثرت قرآن مجید میں موجود ہیں: وہاں دیکھ لی جائیں یا استاد سے پوچھ کر معلوم کریں

تلاوت کی مختلف صورتوں میں مدّات کی کیفیت

	قصر/حدر (تراویح)	توسط/تدویر (نماز)	طول/ترتیل (جلسہ)
۱۔ مدِّ متّصل (مدّ واجب)	۲ الف کے مساوی	۳ الف کے مساوی	۴ الف کے مساوی
۲۔ مدِّ منفصل (مدّ جائز)	۱ " " "	۲-۳ " " " "	۴ " " "
۳۔ مدِّ لازم	۲ " " "	۳ " " "	۴ " " "
۴۔ مدِّ عارض	۱ " " "	۲ " " "	۳ " " "

قاعدہ نمبر ۱۲: (مخارج الحروف چودہ ۱۴ ہیں)۔

(۱) پہلا مخرج (ء ہ) کا ہے جو شروع حلق سے نکلتے ہیں جو سینہ کے پاس ہے۔

(۲) دوسرا مخرج (ع ح) کا ہے جو درمیان حلق سے نکلتے ہیں۔

(۳) تیسرا مخرج (غ خ) کا ہے جو آخر حلق سے نکلتے ہیں۔

(ان چھ حروف کو حلقی حروف بھی کہتے ہیں)

(۴) چوتھا مخرج (ق) کا ہے جو زبان کی جڑ اور اوپر کی چھوٹی سی زبان سے ٹکر کھا کر نکلتا ہے

(۵) پانچواں مخرج (ک) کا ہے جو بڑے قاف سے ذرا آگے منہ کی جانب ہٹ کر نکلتا ہے

(دونوں حروف کو لہاتیہ حروف کہتے ہیں

(۶) چھٹا مخرج (ج ش ی) کا ہے جو زبان کے بیچ اور اوپر کے تالو سے مل کر نکلتے ہیں

(ان کو حروف شجریہ کہتے ہیں)

(۷) ساتواں مخرج (ض) کا ہے جو زبان کا بغلی کنارہ اور اوپر بائیں طرف کی داڑھوں کی جڑ سے نکلتا ہے۔ (اس کو حافیہ کہتے ہیں)

(۸) آٹھواں مخرج (ل ن ر) کا ہے۔ یہ طرف زبان اور دانتوں کی جڑ سے نکلتے ہیں۔

(ان حروف کو طرفیہ کہتے ہیں)

(۹) نواں مخرج۔ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ سے (ط، د، ت) نکلتے ہیں!

(ان حروف کو نطعیہ کہتے ہیں)۔

(۱۰) دسواں مخرج (ظ ذ ث) کا ہے۔ یہ نوک زبان اور ثنایا علیا کا کنارہ، اس سے نکلتے ہیں۔ (ان حروف کو لثویہ کہتے ہیں)۔ ثنایا علیا اوپر کے سامنے کے دو دانتوں کو کہتے ہیں۔

(۱۱) گیارہواں مخرج۔ نوک زبان اور ثنایا سفلی کا کنارہ علیہ کے ساتھ مل کر (ص س ز) نکلتے ہیں اور (ان کو حروف صفیریہ کہتے ہیں)۔

ثنایا سفلی سامنے کے نیچے کے دو دانتوں کو کہتے ہیں

(۱۲) بارہواں مخرج۔ نیچے کا ہونٹ اور ثنایا علیا کا کنارہ مل کر (ف) نکلتا ہے

(۱۳) تیرہواں مخرج۔ دونوں ہونٹ سے مل کر (ب و م) نکلتے ہیں:

(ان چاروں حروف کو حروف شفویہ کہتے ہیں)

(۱۴) چودہواں مخرج ۔ خیشوم یعنی ناک کا بانسہ ہے جس سے غنہ نکلتا ہے ۔

قاعدہ نمبر ۱۳ ۔ صفات لازمہ (اٹھارہ ہیں)

(۱) هَمْس : (فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَكَتَ) نرمی سے پڑھیں گے

(۲) جَهْر : هَمْس کے علاوہ باقی تمام حروف مجہورہ ہیں ۔ ان کو زور سے پڑھیں گے ۔

جہر اور ھمس دونوں صفات ایک دوسرے کے مقابل ہیں

(۳) شِدَّت : (اَجِدُ قَطٍ بَكَتْ) ان حروف کی ادائیگی کے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ آواز بند ہو جاتی ہے ۔ (توسّط کے پانچ حروف ہیں (لِنْ عُمَرُ) ان کی آواز مکمل طور پر بند نہیں ہوتی)

(۴) رخاوت : شدیدہ اور متوسطہ کے علاوہ باقی رخوہ ہیں ۔ ان کی آواز جاری رہتی ہے ۔

(۵) اِسْتِعْلَاء : (خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ) یہ حروف ہمیشہ موٹے پڑھے جاتے ہیں ان کے ادا کرتے وقت زبان کا اکثر حصّہ تالو کی طرف بلند ہوتا ہے ۔

(۶) استفال : حروف استعلاء کے علاوہ باقی حروف مستفلہ ہیں ان کو موٹا نہیں پڑھیں گے

(۷) اطباق : (ص ض ط ظ) یہ حروف زیادہ موٹے پڑھے جاتے ہیں ۔ ان کو ادا کرتے وقت زبان تالو سے مل جاتی ہے ۔

(۸) انفتاح : حروف اطباق کے علاوہ باقی حروف منفتحہ ہیں ۔ ان کو ادا کرتے وقت زبان تالو سے نہیں ملے گی جس کی وجہ سے حروف باریک رہیں گے ۔

(۹) اذلاق : (فَرَّ مِنْ لُبٍّ) ان حروف کو زبان یا ہونٹ کے کنارہ سے بہ سہولت ادا کیا جاتا ہے ۔

(۱۰) اصمات : حروف مُذلقہ کے علاوہ باقی حروف مُصْمِتَہ ہیں ۔ یہ حروف اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں ۔ آسانی اور جلدی سے ادا نہیں ہوتے ۔

(۱۱) صفیر : یہ صفت (س ص ز) میں ہے جس کے معنی سیٹی کی آواز ، چڑیا کی آواز یعنی ان کی ادائیگی کے وقت سیٹی کی سی آواز نکلتی ہے

(۱۲) قلقلہ : یہ صفت (ق ط ب ج د) میں پائی جاتی ہے ۔ مطلب اس کا یہ ہے

کہ حالت سکون میں ادا کے وقت مخرج میں حرکت ہو جاتی ہے گویا جب یہ ساکن ہوں تو دوہری آواز پیدا ہوتی ہے۔

(۱۳) **لین**: یہ صفت و اور ی میں پائی جاتی ہے۔ جب یہ حروف ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرف پر زبر ہو۔ ان حروف کو نرمی میں ادا کیا جاتا ہے اور مد کرنا چاہیں تو مد بھی ہو سکتا ہے۔

(۱۴) **انحراف**: یہ صفت (ل، ر) میں پائی جاتی ہے۔ ان کی ادائیگی کے وقت زبان کے کنارہ سے نوکِ زبان، اور نوک زبان سے پشتِ زبان کی طرف آواز ہٹتی ہے یا اس میں کچھ میلان پایا جاتا ہے۔

(۱۵) **تکریر**: یہ صفت صرف (ر) میں ہے جس میں نوک زبان سے پشت زبان کی طرف آواز لوٹ جاتی ہے

(۱۶) **تَفَشّی**: یہ صفت (ش) میں ہے۔ جس کے معنی پھیلنے کے ہیں۔ اس کو ادا کرتے وقت منہ میں آواز پھیلتی ہے

(۱۷) **استطالت**: یہ صفت (ض) کی ہے جس کے معنی ہیں دراز ہونا۔ اس کو ادا کرتے وقت زبان تمام داڑھوں میں لگ جاتی ہے اور مخرج کی طوالت کی وجہ سے آواز بھی طویل ہو جاتی ہے۔

قاعدہ نمبر ۱۴: (الف) اللہ کے لام سے پہلے جب زبر یا پیش ہو تو موٹا ہوگا اور زیر ہو تو باریک ہوگا۔ جیسے۔ اَللّٰهُمَّ۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ

(ب) رَا پر جب زبر ہو یا پیش ہو تو را موٹی ہوگی اور زیر ہو تو باریک ہوگی۔ اسی طرح سے رَا ساکن سے پہلے زبر، پیش اور زیر کا قاعدہ ہے۔

(ج) رَا ساکن سے پہلے جب یٰ ساکن ہو تو را باریک ہوگی خواہ یٰ ساکن سے پہلے زبر ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے خَیْرٌ ط خَبِیْرٌ ۝ ان دونوں رَا کو باریک پڑھیں گے۔

(د) لَبِالْمِرْصَادِ، اِنِ ارْتَبْتُمْ، اِرْجِعُوْنَ، فِرْقٍ، اور فِرْقَۃٍ میں رَا موٹی ہوگی۔ باوجود اس کے کہ زیر ہے۔ اس کا خاص قاعدہ ہے۔ استاد زبانی طلباء کو سمجھا دے۔

(ہ) موٹے حرف کے بعد الف آئے گا تو الف بھی موٹا ہو جائے گا، جیسے قَالَ۔ اور باریک حرف

کے بعد آئے گا تو باریک ہوگا، جیسے خَاءَ۔ اس کی مشق بھی ماہر استاد کے بغیر ممکن نہیں۔

قاعدہ نمبر ۱۵: قرآن مجید میں ایک جگہ (لَا تَاْمَنَّا) کے نون میں اشمام ہوگا (بغیر آواز کے حرکت کی طرف اشارہ کرنے کو اشمام کہتے ہیں) اس کی مشق بھی استاد کے بغیر ممکن نہیں۔

قاعدہ نمبر ۱۶: (تسہیل)
ءَ اَعْجَمِیٌّ پارہ ۲۴ کے رکوع ۱۹ میں ہے۔ اس میں دوسرے ہمزہ میں تسہیل ہوگی

قاعدہ نمبر ۱۷: مَجْرٖهَا میں امالہ ہوگا جو پارہ نمبر ۱۲ میں ہے۔ امالہ کے معنی ہیں زبر کو زیر کی طرف جھکانا۔

قاعدہ نمبر ۱۸: وقف کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) تام (۲) کافی (۳) حسن (۴) صحیح (۵) قبیح

(۱) جملہ اور مضمون ختم ہو تو، وہ وقف تام ہوتا ہے جیسے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ط پڑھے

(۲) جملہ ختم ہو چکا ہو، مگر مضمون ختم نہ ہوا ہو تو اس کو وقف کافی کہتے ہیں۔ جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے

(۳) جملہ پورا ہو چکا ہو، مگر لفظی تعلق باقی ہو تو وہ وقف حسن کہلاتا ہے۔ درحقیقت قرآن مجید میں جہاں کہیں گول آیت بنی ہوئی ہے، خواہ اس پر لام الف ہو یا نہ ہو تو وہ وقف حسن ہے اور یہ آنحضرتؐ کی سُنّت ہے۔

(۴) غیر آیت پر وقف کرنا، مگر اعادہ نہ کرنا وقف قبیح ہے۔ اس کا اعادہ کر لیا جائے تو وقف صحیح ہو جاتا ہے۔ جیسے: اَلْحَمْدُ پر وقف کیا جائے اور لِلّٰهِ کو نہ پڑھا جائے۔

(۵) جملہ پورا نہ ہونا وقف قبیح کہلاتا ہے۔ اوپر بحث پڑھ لی جائے۔ مزید تشریح طلبا کی قابلیت کو مدِّنظر رکھ کر استاد زبانی سمجھا دے۔

قاعدہ نمبر ۱۹ (رسمِ عثمانی)
قرآن مجید کے لکھنے کا وہ طریقہ جو عثمانی قرآن مجید کی پیروی میں اختیار کیا جاتا ہے

رسمِ عثمانی کہلاتا ہے۔ یعنی جو لفظ جس طرح قرآن مجید میں لکھا جاتا ہے اس کی اتباع واجب ہے۔ مثلاً:

"اِلْیَاسِیْنَ" کو "اِلْ یَاسِیْن" ہمیشہ لکھا جائے گا۔

قاعدہ نمبر ۲۰:

قرآن مجید پڑھنے کے تین طریقے ہیں:

(۱) ترتیل

(۲) تدویر

(۳) حَدُرْ

(۱) اطمینان اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو ترتیل کہتے ہیں۔

(۲) درمیانی رفتار پر پڑھنے کو تدویر کہتے ہیں۔

(۳) تیزی اور روانی کے ساتھ پڑھنے کو حدر کہتے ہیں۔

خواہ کسی بھی طریقے سے قرآن مجید پڑھا جائے، تجوید اور قواعد کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اور اس کی مشق بھی ماہر استاد کے بغیر ممکن نہیں

دعا

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی الٰہی کے مطابق امتِ اسلامیہ خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کو صحیح قرآن مجید پڑھنے کی سعادت بخشے۔ تاکہ اہلِ پاکستان اپنی منزل کو پالیں۔ (وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ)